سُورَۃُ الْفَلَقِ

عربی متن — با محاورۃ اُردو ترجمہ و تفسیر

اِفادات

الحافِظ علامہ نُور الدین

مدیر

عَبدالمنان عُمر و امتہ الرحمٰن عُمر

سُورَةُ الْفَلَقِ - ﴿۱۱۳﴾ - مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کا نام لے کر جو بے حد رحمت والا، بار بار رحم کرنے والا ہے

(میں سُوْرَةُ الْفَلَقِ پڑھنا شروع کرتا ہوں)

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴿۱﴾	۱۔ کہہ دیجئے: میں صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴿۲﴾	۲۔ ہر اُس چیز کے شر سے (بچنے کیلئے) جو اس نے پیدا کی۔
وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴿۳﴾	۳۔ اور تاریک رات کے شر سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے۔
وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴿۴﴾	۴۔ اور کاموں میں رکاوٹ ڈالنے کیلئے (مخالفانہ مخفی) تدابیر کرنے والوں کے شر سے،
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴿۵﴾	ع 1 5 38 ۵۔ اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

خلاصہ مضمون: اس مکی سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ بیج سے پھول پھل بننے کی طرح اسلام کی صداقت بھی بتدریج پھیل جائے گی اور یہ کہ ہر شخص جو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاتا ہے آخر کامیاب و کامران ہوتا ہے۔ اس سورۃ میں چار قسم کی چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ یہ دراصل چار مراحل ہیں جن میں سے ترقی کرنے والے انسان کو گزرنا پڑتا ہے۔ آخری مرحلہ یہ ہے کہ جب انسان مظفر و منصور ہو جاتا ہے تو اس کے حاسد بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے حاسدوں کے حسد سے بھی پناہ مانگی گئی ہے۔

اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بیماری کے وقت بیمار کے حق میں دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے استفادہ کرنا سنت ہے۔ دوا بھی ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ دعا بھی چاہیے۔ اس سورۃ سے پہلے سورۃ اخلاص ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کامل کا تذکرہ ہے اس کے بعد کی ان دو سورتوں میں اس کے فیضان کے راستے کی روکوں کو دور کرنے کے لیے دعا کا ذکر ہے۔ اس سورۃ میں جو قرآن مجید کی آخری سورتوں میں سے ہے اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک بڑا فتنہ ہوگا، ایک بہت بڑا شر اٹھے گا۔ اس شر اور فتنہ سے محفوظ رہنے کے لیے تمام مسلمانوں کو ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ وہ بڑا بھاری شر ہے۔ اس شر کے علمبردار خفیہ کارروائیاں بہت کریں گے اور چھپ چھپ کر بھی اپنی سازشیں دین حق کے برخلاف کرنے سے باز نہیں رہیں گے۔ گویا اس سورۃ میں پیشگوئی کی گئی تھی کہ شیطان کے مظہر اتم دجال کے ذریعہ آخری زمانے میں سخت تاریکی پھیلے گی اور اس زمانہ میں اسلام کو ایک بہت خطرناک شر کا سامنا ہوگا اور مخالف معضلات اور حقائق دین میں دقتیں پیدا کر کے مکار عورتوں اور شریر مردوں کی طرح لوگوں کو دھوکا دیں گے اور یہ تمام کاروبار محض حسد کے سبب سے ہوگا۔

اس سورۃ کے شانِ نزول میں بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ کسی یہودی لبید بن اعصم نے جو انصار کے قبیلہ بنی زُرَیق میں سے تھا، نبی اکرم ﷺ پر جادو کیا تھا۔ اس روایت کو اگر احادیث کی تنقید پر پرکھا جائے تو اول تو اس کا راوی صرف ایک شخص ہے یعنی ہشام۔ حالانکہ اتنے بڑے اور اہم واقعہ کے لیے

ضروری تھا کہ کوئی اور شخص بھی اس کا ذکر کرتا۔ دوسرے اگر یہ واقعہ صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس سے یہ تو نہیں ثابت ہوتا کہ آنحضرت ﷺ پر اس جادو کا کچھ اثر بھی ہو گیا تھا، یا اسے سزا دی گئی تھی۔

اس سورۃ میں اس فرقہ ضالہ کا نام مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ رکھا گیا ہے اور احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے دجال معہود کا نام شرالبریہ ہے۔ کیونکہ آدم کے وقت سے آخر تک کوئی شر اس کے برابر نہیں۔ چنانچہ ظاہر ہے اس زمانہ میں جس قدر خفیہ کارروائیاں عیسائی مشنوں کا دجال اسلام کے خلاف کرتا ہے ایسی کارروائیاں پہلے کبھی کسی نے نہیں کیں۔ دنیا میں جس قدر مفاسد ہیں وہ یا تو بسبب تاریکی اور ظلمت کے پھیل جانے کے پیدا ہوتے ہیں یا مخالف دشمن شرارت کے ساتھ تاریکی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور از روئے حسد فساد مچا کر اصلیت کو چھپانا چاہتے ہیں۔ ان دونوں مفاسد سے اس سورۃ میں پناہ مانگی گئی ہے۔ یہ اور اس کے بعد کی سورۃ بتاتی ہے کہ قرآن مجید پر عمل کرنے اور اسے پھیلانے میں کسی چیز کا خوف نہ کرو بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ تلاش کرتے رہو اور یقین رکھو کہ دنیا کی روحانی اور مادی ترقی اسی تعلیم سے وابستہ ہے۔ اس سورۃ میں مغضوب علیہم کا ذکر ہے اور اس کے بعد کی سورۃ میں ضالین کا جس پر سورۃ فاتحہ ختم ہوئی تھی اور جس پر اگلی سورۃ میں قرآن مجید ختم ہوگا۔

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾

۱۔ کہہ دیجئے: میں صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔

۱:۱۱۳۔أَعُوذُ: عَوذ کے معنی ہیں: کسی کی پناہ لینا اور اُس سے چمٹے رہنا۔ تَحَرُّز یعنی بچاؤ کے لیے پناہ اور حفاظت میں آنا۔ ایسی چیز سے بھاگ کر جس سے خوف ہو اس طرف جانا جہاں حفاظت ہو سکے (مفردات)۔ ستر یعنی ڈھانپ لینا، اسی سے اس نباتات کو جو کسی درخت کی جڑ میں ہو عُوَّذ کہتے ہیں۔ ہڈی کے ساتھ لگے ہوئے گوشت کو بھی عُوَّذ کہتے ہیں۔ گویا اس کے معنوں میں الصاق یعنی چمٹ جانے اور لزوم کا مفہوم بھی ہے۔ قرآن مجید و حدیث میں اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور اسماء کے سوا کسی چیز سے استفادہ نہیں کیا گیا جو اس کے سوا کسی کی پناہ چاہتا ہے۔ رھق و طغی لانہ ترک مولاہ یعنی وہ گمراہ ہوا۔

الْفَلَقِ: کے معنی کشف الغمّہ یعنی پھاڑنے اور روشن کرنے کے ہیں۔ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ (سورۃ الانعام، ۹۶:۶)، فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی (سورۃ المائدۃ، ۹۵:۶) کے الفاظ قرآن مجید میں آئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ سویروں کا روشن کرنے والا، فَالِقُ الْحَبِّ بیجوں کا پھاڑنے والا اور فَالِقُ النَّوٰی گٹھلیوں کا پھاڑنے والا اور ان سے روئیدگی پیدا کرنے اور ایک دانہ سے ہزار دانہ بنانے والا۔

رات کے وقت خلقت کیسی ظلمت اور غفلت میں ہوتی ہے۔ بجز موذی جانوروں کے عام طور پر چرند پرند بھی اس وقت آرام اور ایک طرح کی غفلت میں ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے نہایت تاکیدی حکم دیا ہے کہ رات کے وقت گھروں کے دروازے بند کر لیا کرو، کھانے پینے کی چیزوں اور برتنوں کو ڈھانک کر رکھا کرو اور بچوں کو ایسے اوقات میں باہر نہ جانے دو، خصوصاً جبکہ اندھیرے کی ابتداء ہو کیونکہ وہ وقت موذیوں کے زور کا ہوتا ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ان الشمس اذا غربت انتشرت الشیاطین فاکفتوا صبیانکم واحسنوا مواشکم حتی تذھب فحمۃ العشاء (بخاری) جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو موذی چیزیں باہر نکل آتی ہیں، ایسے وقت میں اپنے بچوں کو گھروں سے باہر نہ جانے دو اور مویشیوں کو باندھ رکھو حتی کہ عشاء کی سیاہی دور ہو جائے۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کی تصدیق جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر بیابان عرب کے رہنے والے ایک امی کے منہ سے نکلا تھا آج اس روشنی اور علمی ترقی کے زمانے میں بھی نہایت باریک در باریک تحقیقات، محنت اور کوشش کے بعد بھی ہو رہی ہے۔ اس تحقیقات سے جو کچھ ثابت ہوا ہے وہ بھی یہی ہے کہ کل موذی جراثیم اندھیرے میں اور خصوصاً ابتداء اندھیرے میں جوش مارتے ہیں لیکن لوگ بباعث غفلت ان نکاتِ معرفت کی قدر نہیں کرتے۔ فلق کے معنی صبح کے بھی ہیں اور

صبح کی روشنی اور اس کی چمک کے بھی۔ رات کی تاریکی میں بادشاہ و فقیر اور ظالم و مظلوم، سب ایک رنگ میں ہوتے ہیں اور سب پر غفلت طاری ہوتی ہے۔ ادھر صبح ہوئی اور جانور بھی پھڑ پھڑانے لگے، مرغ بھی اذانیں دینے لگے۔

فرمایا صبح کا نمودار کرنے والا اللہ ہے پھر اللہ تعالیٰ ہی گٹھلیوں اور دانوں کو پھاڑنے والا ہے۔ دیکھو! کسان کس طرح دانوں کو اپنے گھر سے نکال کر کھیت میں پھینک آتے ہیں۔ پھر وہ بیج کس طرح نشوونما پاتے ہیں۔ گٹھلی بظاہر کیسی ردی اور ناکارہ سمجھی جاتی ہے لیکن دیکھو اس سے کیسے کیسے درخت پیدا ہوتے ہیں کہ انسان، حیوان، چرند اور پرند سب اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ غرض جب بیج اور گٹھلی الٰہی تصرف میں آکر اس ربوبیت کے نیچے آجاتی ہے تو اس سے کیا سے کیا بن جاتے ہیں۔ اس طرح لفظ فلق کے نیچے باریک در باریک حکمتیں موجود ہیں اور انسان کو ترقی کی راہ بتائی ہے کہ جب کوئی چیز میرے قبضۂ قدرت اور تربیت کے ماتحت آجاتی ہے تو پھر وہ کس طرح ادنیٰ اور ارذل حالت سے اعلیٰ اور ارفع بن جاتی ہے۔ پس انسان کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کو مد نظر رکھ کر اور اس کی کامل قدرت کا تعین کر کے اور اس کے اسماء اور صفات کاملہ کو پیش نظر رکھ کر اس سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور بڑھاتا اور ترقی دیتا ہے۔

الْفَلَقِ کے ایک معنی خَلَق اور مخلوقات کے بھی لیے گئے ہیں (ابن عباسؓ)۔ کیونکہ تمام چیزوں کا ظہور اور تمام طاقتوں کی تخلیق کسی نہ کسی چیز کو پھاڑنے سے ہوتی ہے۔ بیج کو پھاڑا جاتا ہے پھر وہ زمین کو پھاڑ کر اپنی لو نکالتا ہے۔ دن رات کا پردہ چاک کر کے نمودار ہوتا ہے۔ غرض ہر چیز انشقاق اور فلق کے قانون کے نیچے ہے اور اس سے تخلیق ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ میں تمام مخلوقات کے رب کی پناہ چاہتا ہوں۔ علاوہ ازیں صبح کا طلوع ہونا آغاز فرحت و سرور سے بھی کنایہ ہے۔ اس طرح فلق کے ذکر میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو ذات صفحہ عالم سے ظلمات، تاریکیوں کو محو کرنے اور مٹا دینے پر بھی پوری قدرت رکھتی ہے اسے یہ بھی طاقت و قدرت ہے کہ جو شخص عاجزی کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے پناہ جو ہوتا ہے وہ اس کے تمام خوف اور دہشت کو دور کر دیتا ہے۔ بے یقینی اور کمزوری کی حالت کے بعد صداقت کا کھل کر سامنے آجانا بھی فَلَقِ ہے (تاج العروس)۔ معنی یہ بھی ہوئے کہ میں اس خدا کی پناہ میں آتا ہوں جو اسلام کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح کھول دے گا۔

مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾

۲۔ ہر اُس چیز کے شر سے (بچنے کیلئے) جو اس نے پیدا کی۔

۱۱۳:۲۔مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ: شر کے معنی ہیں دکھ اور دکھ تک پہنچانے والی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور پناہ مانگنی چاہیے تمام مخلوق کی برائی سے، موذی شخص، پُوشیدہ جراثیم سے، درندے سے، وحشی جانور، سانپ، بچھو، شیطان، جہنم وغیرہ سے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس کے شر سے یعنی تمام پیدائش الٰہی، جو اشیاء انسان کے لیے مضر اور خراب اور تکلیف دہ ہیں ان کے بُرے پہلوؤں سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پناہ مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بھی فی الحقیقت ضرر رساں نہیں بنائی صرف اس کا غلط استعمال ضرر رساں بن جاتا ہے۔ مثلاً آگ یا پانی انسان کے نفع کا موجب بھی ہیں اور اُن سے انسان کی اپنی غلطی یا بد استعمالی سے نقصان ہو سکتا ہے۔ ایک دعا میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: الشر لیس الیک، کہ الٰہی تیری طرف شر کی نسبت نہیں ہو سکتی۔ پس شر نہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہے، نہ اس کی صفات میں اور نہ اس کے افعال میں۔ اسی لیے امام الحنفاءؑ نےوَ اِذَا مَرِضْتُ (سورۃ الشعراء،۲۶:۸۰) کہہ کر بیماری کو اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں بلکہ اپنی غلطیوں کی طرف منسوب کیا ہے اور ایک مومن کہتا ہے:وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا (الجن ،۷۲:۱۰)۔ یوں اس نے رشد کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے اور شر کو اس کی طرف منسوب نہیں کیا۔ اصلی بات یہی ہے کہ انسان اپنی غلطی اور اشیاء کی بداستعمالی سے انہیں موجب شر بنالیتا ہے۔ بلکہ دیکھو بظاہر مضر سے مضر اشیاء اور مہلک زہریں بھی اگر ان کا صحیح اور مناسب استعمال کیا جائے تو خطرناک امراض میں شفا کا کام دیتی ہیں۔ خود گناہوں کا ارتکاب انسان میں تکبر کو توڑتا، شرمسار بناتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ بلکہ جیسا کہ حبی فی اللہ شمس

الدین بن قیم الجوزیؒ نے مفتاح دار السعادۃ میں لکھا ہے: ان المعاصی نورث المحبۃ للہ تعالیٰ ولو بعد حین ولو بعد التوبۃ، کہ معاصی بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک وقت اور توبہ کے بعد ذریعہ بن جاتے ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ (سورۃ البقرۃ، ۲:۲۲۲) کہ توبہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

لعل عتبک محمود عواقبہ فربما صحت الأجسام بالعلل

شاید کہ تیری ناراضی کا انجام اچھا ہی ہو کیونکہ بسا اوقات بیماریاں ہی اچھی صحت کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

نماز دیکھو کیسی بابرکت چیز ہے۔ لیکن یہی جب ریا کے لیے ہو تو بربادی کا موجب بن جاتی ہے۔ پس دعا سکھلائی گئی ہے کہ ہر قسم کی پیدا شدہ چیز کے شر کے پہلو سے بچا۔ کیونکہ دنیا میں ہر ایک چیز اپنی بد استعمال کے شر کا پہلو رکھتی ہے۔ اس لیے دعا مانگی گئی کہ ہر نفع دینے والی چیز کے ساتھ جو نقصان کے پہلو ہیں ان کے شر سے مجھے بچا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فی نفسہٖ کوئی چیز مضر نہیں بنائی اور انسان اپنی غلطی سے اس میں شر کے پہلو پیدا کر لیتا ہے۔ ہر کہ گرد علتی علت شود۔ اس سے بچنے کی یہ دعا ہے۔ پھر مزید یہ کہ اگر غلطی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے التماس کی گئی ہے کہ اس میں بھلائی کے پہلو پیدا کر دے۔ آگے ہر قسم کی ظلمتوں سے محفوظ رہنے کی دعا ہے۔ جہالت، ظلمتِ رنج، ظلمتِ حکومت، ظلمتِ علم وغیرہ سے پناہ کی درخواست ہے۔

وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾

۳۔اور تاریک رات کے شر سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے۔

۱۱۳:۳۔ غَاسِقٍ: اندھیرا کرنے والا، ہر ایک چیز جو تاریکی اور ظلمت پیدا کرے۔ غسق سرد کو بھی کہتے ہیں۔ غَاسِقٍ رات کو بھی کہتے ہیں اور کیونکہ وہ تاریکی پیدا کرتی ہے اور کیونکہ رات بہ نسبت دن کے ٹھنڈی ہوتی ہے۔ غَاسِقٍ سورج کو بھی کہتے ہیں جبکہ وہ غروب ہو جائے اور چاند کو بھی کہتے ہیں جبکہ اسے گہن لگے (مفردات)۔ غَاسِقٍ سانپ کو بھی کہتے ہیں جبکہ وہ کاٹ کھائے۔ ہر ایک ناگہاں آنے والی چیز جو ضرر پہنچائے وہ بھی غَاسِقٍ ہے۔ اسی طرح جب بھیک ماننے والا تنگ کرے تو وہ بھی غَاسِقٍ ہے۔ غرض ہر چیز جو انسان کو ظلمتِ روحانی وجسمانی میں ڈالے اسے غَاسِقٍ کہتے ہیں۔ جب رات بہت تاریک ہو تو عرب کے محاورہ میں کہتے ہیں غسق اللیل (سورۃ بنی اسرائیل، ۱۷:۷۸)۔ جب آنکھیں آنسوؤں سے بھر جائیں تو کہتے ہیں غسقت العین۔ اور جب زخم پیپ سے بھر جائے تو کہتے ہیں غسقت الجراحۃ۔ اس سورۃ میں انسان کے جسمانی فوائد کے واسطے دعا ہے اور اگلی سورۃ میں روحانی فوائد کی باتیں مندرج ہیں۔

وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الۡعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

۴۔اور کاموں میں رکاوٹ ڈالنے کیلئے (مخالفانہ مخفی) تدابیر کرنے والوں کے شر سے، ۵۔اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

۱۱۳:۴۔ النَّفّٰثٰتِ: نفث کے معنی ہیں النفخ مع ریق پھونکنا جس میں تھوک بھی شامل ہو۔ ھو ینفث عَلَیّ غَضبا گویا وہ شدت غضب سے پھنکارتا ہے (لسان العرب)۔ گرہ میں پھونکنا جیسا کہ جادوگر تاگوں وغیرہ میں گرہیں ڈال کر اس پر پھونکتے ہیں (مفردات)۔ اور اس طرح لوگوں کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اس کا اثر ہوتا ہے۔ یاد رہے گرہ میں پھونکنا اور گردہ ڈالنا محاورہ بھی ہے جس کے معنی ہیں کسی کام میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے کوشش کرنا۔ یہاں مؤنث کا صیغہ استعمال کرنے سے یہ مراد نہیں کہ یہ کام صرف عورتیں ہی کرتی ہیں بلکہ یہاں نفوس مراد ہیں اور نفس کا لفظ عربی میں مؤنث ہے (رازیؒ، زمخشریؒ)۔ پھر بُرائیوں کو انگیخت کرنے والے بہت سے افراد اور اسباب ہوتے ہیں اس لیے بھی جمع مونث کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

الْعُقَدِ: عقدہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں وہ چیز جسے مضبوط باندھ لیا جائے اور عقدہ روک کو بھی کہتے ہیں (مفردات)، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي (سورۃ طہ، ۲۰:۲۷)۔ اور ساحر جو گرہیں لگاتے ہیں انہیں بھی عقد کہا جاتا ہے۔ اس کی اصل غریمت ہے۔ اس لیئے اِسے غریمت بھی کہا جاتا ہے (مفردات)۔ ہر چیز کا عقدہ اُس کا مضبوط، پختہ یا محکم کر لینا ہیں (لسان العرب)۔ سب سے بڑا عقدہ تو عبودیت اور ربوبیت کا بندے اور اس کے رب کے درمیان ہوتا ہے اسے توڑنے والوں، روک ڈالنے والوں اور پھر جھوٹے مکاروں، جعلسازوں، اور شریر لوگوں اور دجالوں کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر زمانے اور ہر ملک میں اس قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں جن کا یہ پیشہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں پر جھوٹ موٹ کا ''جادو'' کریں۔ یہ لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو خفیہ سازشوں اور شرارتوں کے ذریعہ لوگوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص ان کے پاس آتا ہے جو کسی دوسرے شخص کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اس لیے ان کے پاس اپنی یہ خواہش لاتا ہے کہ میرا فلاں دشمن مر جائے یا کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے یا مجنون ہو جائے وغیرہ۔ تو ایسے لوگ اس شخص کو ویسے ہی جھوٹ موٹ کوئی تعویذ سا بنا دیں گے یا کوئی تاگا گرھیں ڈال کر اسے دیں گے اور کہہ دیں گے کہ یہ کسی طرح اپنے دشمن کو کھلا دو یا اس کے گھر ڈال دو یا اس قسم کی کوئی اور بات بتا دیں گے۔ لیکن دراصل یہ سب بطور ایک ظاہری بات اس شخص کو مائل کرنے کے لیے کریں گے اور خفیہ طور پر وہ اس کے دشمن کو کسی دوا وغیرہ کے ذریعہ بیمار یا مجنون یا ہلاک کرنے کے لیے کمر باندھیں گے اور کسی نہ کسی حیلے اور کوشش سے اس کام کو سرانجام دے کر اپنے 'جادوگر' ہونے کا لوگوں کو یقین دلائیں گے۔ اِس قسم کے شریر لوگ بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ میں نے ان لوگوں کے متعلق بہت تحقیقات کی ہے اور طب کی وجہ سے ایسے لوگوں سے مجھے واسطہ بھی بہت پڑا ہے کیونکہ اس علم کی وجہ سے ایسے لوگوں کو بھی میرے پاس آنے کی ضرورت پڑی ہے۔ ان لوگوں کو قسم قسم کی خطرناک زہروں کا علم ہوتا ہے جن کے ذریعہ بعض امراض انسان کو لاحق ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ وہ زہر باریک در باریک تدابیر سے خادماؤں وغیرہ کے ذریعہ لوگوں کے گھروں میں دفن کروا دیتے ہیں یا اور کسی طرح کپڑوں، غذاؤں یا استعمال کی چیزوں کے ذریعہ لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں جس سے آخر کار لوگ ان کے اثر سے بیمار پڑ جاتے ہیں۔

پھر ان ''جادوگروں'' کے گماشتے اور چھوڑے ہوئے لوگ۔ مرد اور عورتیں۔ ان بیماروں یا عزیزوں سے کہتے ہیں کہ کسی نے تم پر جادو کر دیا ہے اور اس کا علاج فلاں شخص کے پاس ہے۔ مرتا کیا نہ کرتا لوگ ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ چونکہ انہیں علم ہوتا ہے کہ وہ زہر کہاں رکھا گیا تھا، وہ زہر وہاں سے ہٹوا دیتے ہیں اور یوں وہ زہر جس کی بہت ہلکی خوراک دی جا رہی ہوتی ہے اپنا اثر کرنا بند کر دیتا ہے اور بیمار صحت یاب ہونے لگتا ہے۔ پھر ان لوگوں کو چونکہ ان زہروں کے تریاق بھی یاد ہوتے ہیں، وہ بعض اوقات ان زہروں کو روشنائی میں ملا کر ان سے تعویذ وغیرہ لکھ کر پلانے سے یا کسی اور ترکیب سے اس کا استعمال کروا دیتے ہیں۔ یوں بعض کو ہلاک اور بعض کو کامیاب کروا دیتے ہیں۔ اس طرح سادہ لوح لوگوں پر ان مکاروں کا اعتقاد اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

کچھ وہ لوگ ہوتے ہیں جو علم توجہ اور مسمریزم وغیرہ کے ذریعہ اس معاملہ میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور دوسروں کو دکھ دینے کے درپے رہتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ بھی دنیا میں ہوتے رہے ہیں۔ آج کل بھی اس کا ایک بڑا گروہ یورپ اور امریکہ میں موجود ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی یہودی نے بھی ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ کے خلاف کوئی ایسی چال چلی ہو لیکن وہ ناکام رہا۔ نبی اکرم ﷺ پر جادو کا اثر نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا سحر سے متاثر ہو جانا قرآن مجید کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مسحور کہنا تو قرآن مجید میں کفار کا قول دیا گیا ہے جو جھوٹا قول ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا آنحضرت ﷺ سے وعدہ تھا وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورۃ المائدۃ،۵:٦٧) کہ اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں کی شرارتوں سے محفوظ رکھے گا۔ پھر کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی ناپاک دشمن کا سحر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر چل جاتا۔